کہ ہندوستان سے مسلمانوں کو نکال دو اور ہندو راج قائم کردو

ہر مسلمان اس ہندو گھنٹہ کی آواز سنے

اور اپنے انجام سے ہوشیار خبردار رہو

حسن نظامی ساکن درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ دہلی نے

۲۵۔ مارچ ۱۹۲۵ء کو چھپوا کر شائع کیا

مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی

# دہلی کے لالہ ہردیال کی گھڑیال

۱۲ مارچ کے روزانہ اخبار تیج میں لالہ ہردیال صاحب ایم۔ اے۔ دہلوی مقیم سویڈن کا ایک مضمون غالباً انگریزی سے ترجمہ کرکے شائع کیا گیا ہے۔ جس میں شرد ہانندی اخبار تیج نے ہندی الفاظ بکثرت بھر دیئے ہیں۔

چونکہ یہ مضمون ہندوستان کے ہر مسلمان کے کان اور آنکھ تک پہنچانا ضروری ہے۔ اسواسطے میں اسکو اپنے جواب کے ساتھ شائع کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ہندی الفاظ کا ترجمہ بریکٹ میں لکھدیا گیا ہے۔ تاکہ مسلمان مطلب سمجھہ سکیں۔ پہلے ہردیال صاحب کا تمام مضمون بغیر کسی کمی بیشی کے نقل کیا جاتا ہے۔ اسکے بعد قابل جواب چیزوں کا میں خود جواب لکھونگا۔ لالہ صاحب کے مضمون کو نہایت غور سے پڑہنا چاہیئے۔

یہ مضمون تمام ہندو اور آریہ اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ اور آجکل اسکا بہت زیادہ چرچا ہے۔ اور وہ مضمون یہ ہے۔

"ہندو سنگھٹن (اتحاد) کے لئے ہندو سوراجیہ (راج) کا آدرش (نصب العین مقصد اعلےٰ) ضروری ہے۔ راج نیتی (سیاسیات) ہی سے قوموں میں اتفاق ہوتا ہے جزئی اور غیر ضروری معاملوں سے ایکا نہیں ہوتا ہے۔ قومی ریاست کی حفاظت کرنے یا قومی ریاست کو قائم کرنے کا خیال ہی لاکھوں کروروں اشخاص کو جوش کی بجلی سے بھر سکتا ہے۔ یوں تو ہندو قوم کے ہزاروں کاروبار ہیں۔ لیکن صرف مرگھٹوں کے بندوبست، یا مندروں کی مرمت یا یتیموں کی پرورش سے ہندو سنگھٹن نہیں ہوسکتا ہ

پنجاب میں ہندوراجیہ کے قائم کرنے ہی کے آدرش (نصب العین مقصد اعلیٰ) سے لوگون میں قربانی کی طاقت پیدا کیجا سکتی ہے۔ اگر ہندوسنگھٹن کی تحریک صرف ادہر اُدہر کے چھوٹے معاملون میں اپنی اخلاقی پونجی کو ضائع کریگی تو وہ ملک کو نقصان پہونچائیگی بڑے آدرش سے بڑا بلیدان (جان و مال کی قربانی) ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے راج نیتی ہی ہندوسبھاؤں کا بڑا کام ہونا چاہیئے۔ یعنے آئینی طور پر قانون کی حد کے اندر رہکر سرکار انگریزی کی نکتہ چینی کرنا اور سوراجیہ کے لئے جدوجہد کرنا سوراج کا مطالبہ کرنا اور سوراج کے لئے ہندوؤنکو تیار کرنا لوگوں کو راج نیتی (خواہش حکمرانی) کی تعلیم دینا ارتھہ شاستر (مناظرہ) پرویاکہان (تقریریں) کرانا وغیرہ۔

الغرض جو کام اب وہ بے معنی تماشہ کہوکہلی کانگریس مجلس غلط طریقہ سے کررہی ہے۔ اس کام کو ہندو نقطۂ خیال سے اور ہندوؤں کے فائدہ کے لئے عمدہ اور پائیدار طریقہ سے کرنا چاہیئے۔ پنجابی ہندوؤنکو اپنی قومی سبھا کرکے سوراجیہ مانگنا چاہیئے۔ اور سرکار انگریزی کے نوکرون کے ظلم کے خلاف آواز اٹھانی چاہیئے۔ پھر دو تین رہبرونکو سارے بھارت ورش (ہندوستان) کی ہندو مہا سبھا میں بہیجکر دوسرے صوبوں کے رہبروں سے تعلق قائم کرنا چاہیئے۔ یہ ٹہیک راستہ معلوم ہوتا ہے۔ کانگریس جیسی بدیسی (پردیسی) نام کی عجیب مجلس میں جانے کی ہم کو اب ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے لئے ہندسبھا ہی سب کچھ ہے۔ اسکے ذریعہ سے سارا قومی کام کرینگے۔ راج نیتی تعلیم غریبوں کی پرورش وغیرہ وغیرہ۔ بس اب اس کانگریس کو دور ہی سے سلام۔

(۲) اگر ہندوسبھا ہی ہماری کانگریس ہوگی تو مسلمان کہاں آئینگے۔ ہاں صاحب مین ان نہایت ضروری اور زبردست مسلمانونکو تو بھول ہی گیا تہا۔ آجکل تو مسلمان ہی سب طرف چھائے ہوئے ہیں۔ انکے بغیر کوئی قومی مجلس منعقد ہی نہیں ہوسکتی۔ اگر ایک مسلمان بھی کانگریس میں نہ آئے تو کارکنوں کو کاٹھ کا مسلمان بناکر وہاں کرسی پر

بٹھانا پڑ جائے یا شاید سکریٹری صاحب خود کچھ عرصہ کیلئے اسلام قبول کرلیں۔ تاکہ کانگریس یہ تو کہہ سکے کہ قومی مجلس ہوئی ہے۔ اور ہندو مسلمان دونوں شامل تھے۔ یہ ناٹک خوب ہے۔ ہمکو خوب سمجھہ لینا چاہیئے کہ جھوٹے، نمائشی، اوپری دکھاوے سے کام نہیں چلتا ہے۔ اصلیت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

مسلمان تو ایک الگ قوم بنگئے ہیں۔ نہ وہ ہمارے تہواروں میں شامل ہوتے ہیں نہ وہ ہماری زبان کو پسند کرتے ہیں۔ نہ وہ ہندوستانی نام رکھتے ہیں۔ اور نہ انکو پنجاب یا ہندوستان سے اُلفت ہے۔ یہ بالکل قدرتی بات ہے اسمیں انکا قصور نہیں ہے اگر میں مسلمان خاندان مین پیدا ہوتا تو میرے دل کا بھی یہی میلان ہوتا جو شخص مسلمان گھرانے میں پیدا ہو، مسلمانی رسم و رواج کا پابند رہا ہو، مسلمانی تاریخ کو سنتا رہا ہو۔ اور مسلمانی تہوار مناتا رہا ہو۔ اسکے لئے یہ ناممکن امر ہے کہ کہ ایک ہندوستانی یا پنجابی محب وطن نبجائے وہ صرف محب اسلام بن سکتا ہے۔ یہ قدرتی قانون ہے۔

ایسے مسلمانوں سے دلی اتحاد کی امید رکھنا حماقت ہے۔ اگر ہندو مسلمان ملکر کام کر سکتے ہیں تو صرف اسطرح ممکن ہے جیسا آجکل ہندو ریاستوں میں دیکھتے ہیں جیسا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں حال تھا۔ یعنی ریاست ہندوؤنکی ہو، اور مسلمان وہان آباد ہوں۔ لیکن ریاست مسلمان نہیں ہو سکتی۔ اور ہندو مسلمانوں کی مشترکہ ریاست بھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ہر ریاست قومی رواجوں اور قومی زبان اور قومی تاریخ پر مبنی ہے۔

دو طرح کی ریاستیں موجود ہیں۔ ہندو ریاستیں اور اسلامی ریاستیں۔ ہندو ریاستوں مین مسلمان بھی رہتے ہیں اور مسلمانی ریاستوں میں ہندو بھی بکثرت پائے جاتے ہیں پس ہندو سنگھٹن کا مقصد پنجاب میں ایک ہندو ریاست قائم کرنا ہونا چاہیئے۔

ہندو مسلمانوں کی مشترکہ ریاست تو ایک بے معنی بات ہے جسکی ہستی ناممکن ہے۔

ہندو ریاست میں مسلمان رہ سکتے ہیں اور اسلامی ریاست میں ہندو رہ سکتے ہیں۔ لیکن ریاست ہندو ہوگی۔ یا مسلمان۔ تیسری قسم کی ریاست نہیں بنائی جا سکتی۔ پس ہم شروع میں ایسی ریاست بنانی چاہتے ہیں۔ جیسی آج کشمیر یا بڑودہ ہے۔ ہم ایسی ریاست بنا سکنے کے لئے قربانی نہیں کر سکتے جیسی بہاولپور اور حیدرآباد ہے۔ اب مطلب صاف ہے۔

(۳) علاوہ ازیں مسلمانوں اور عیسائیوں کی شدھی بھی ہندو سبھا کا فرض ہے۔ ہندو سبھا خود یہ کام نہ کرے۔ مگر جو ہندو ساجن اس مبارک تحریک کیلئے ذمہ دار ہیں انکی خدمت سے پسندیدگی کا اظہار کرے۔ مسلمان اور عیسائی کسی نہ کسی ہندو پنتھ اور سماج کے دروازہ سے پھر ہندو قوم کے مندر میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ قومی سوال ہے۔ مختلف مت متانتروں (عقائد و فرقوں) کے اصولوں کا معاملہ نہیں ہے۔ صرف ہندوؤں میں یگانگت اور قومی اتحاد ہو سکتا ہے۔ اسی وجہ سے مسلمان اور عیسائی پہلے شدھی کے ذریعہ سے ہندو قومی تہواروں اور رواجوں کو اختیار کریں۔ پھر اتفاق کا سوال حل ہو جائیگا۔ مسلمان اور عیسائی اپنے بدیشی نام اور رسوم بدلیں اور ہندو بنیں۔ یہی اتحاد کا ذریعہ ہے۔

ہندو سنگٹھن کا یہ اصول ہونا چاہیئے۔ ہندو سوراجیہ، اور شدھی جبتک پنجاب اور ہندوستان ان بدیشی مذہبوں سے پاک نہیں ہونگے، جبتک ہمیں کبھی چین سے سونا نہیں ملیگا پس گرج کر کہیں کہ شدھ بھارت (پاک ہندوستان) شدھ پنجاب۔ یہی ہمارا آدرش ہے۔ جو ہندو اس آدرش کو نہیں مانتا ہے۔ وہ کپوت ہے۔ بیجان ہے۔ مردہ دل ہے۔ بے سمجھ ہے۔ ہر سچے ہندو کی یہ خواہش ہے کہ اپنے دیش کو اسلام اور عیسائیوں سے پاک کردے۔ اس آدرش کیلئے ہم اپنے بچوں کا بلیدان (قربانی) بھی دینگے۔ جیسے گرو نے اپنے پیارے بیٹے وارین ونثار کئے۔ یاد رکھو کہ بڑے آدرش سے بڑی قربانی ہوتی ہے۔ اور بڑی قربانی کیلئے بڑے آدرش کی ضرورت ہے۔ آؤ اب ہندو سوراجیہ اور شدھ پنجاب کی پکار سے اپنے بھائیوں کو ایک جھنڈے تلے جمع کریں۔ اور انہیں دھن (دولت) اور پران (جان) کا بلیدان (قربانی) دینے کے قابل بنادیں ہندوؤں کو بیر (بہادر) بناؤ۔ اور مسلمانوں کی خوشامد مت کرو، سوراجیہ کیلئے مسلمانوں کی مدد کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ایسے منتر کہ سوراجیہ کی ہم کو خواہش ہے۔ غیروں کا منہ نہ دیکھو۔ اگر مسلمانوں کی

مدد سے سوراجیہ لو گے تو پھر ہمیشہ انکے دست نگر رہو گے۔ مسلمانونکو الگ رہنے دو، انہیں اپنا
کام کرنے دو، تم ہندوؤں میں قربانی کا جوش پیدا کرو۔ پنجاب اور ہندوستان میں دو قومیں ملکر
نہیں رہ سکیں گے۔ یا سب ہندو اسلام قبول کر لو۔ یا سب مسلمانونکو شدھی کے ذریعہ ہندو بنا لو
یہی اس سوال کا حل ہے۔ مذہب اسلام ایک ایسی انوکھی چیز ہی کہ مسلمان کسی ملک میں دوسری
قوموں کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے ہیں۔ اتفاق اور امن کیلئے یہ ضروری ہی کہ یا صرف اسلام ہو
یا اسلام بالکل نہ ہو۔ ۲۰ فیصدی اسلام سے صرف بلوہ فساد ہونگے۔ ۱۰۰ فیصدی اسلام کے
روڑے کو کوئی ملک ہضم نہیں کر سکتا ہے جس ملک نے اس پتھر کو نگل لیا ہی۔ اسکے پیٹ میں
ہمیشہ درد رہیگا۔ فارس اور افغانستان میں پرچار (تبلیغ) کے ذریعہ سے یا زبردستی سب باشندے
مسلمان ہو گئے۔ پس وہاں اتفاق اور یگانگت ہی۔ جیسا اسلام کے آنے سے پہلے کا حال تھا
وہاں صرف لباس بدل گیا ہی۔ مگر قومیت ویسی ہی ہی۔ ان اسلامی ملکون سے ہم کو پرخاش نہیں ہی۔ ان
قوموں کے ہم مددگار اور دوست ہیں۔ مگر ہندوستان مین ۲۰ فیصدی اسلام اور پنجاب میں ۵۰ فیصدی
اسلام صرف نفاق اور بدامنی کا سرچشمہ ہی۔ اسلام کبھی دوسری قوموں اور مذہبوں سے نہیں
مل سکتا ہے۔ یہ ایک تاریخی اور سیاسی صداقت ہی۔ یہ بات میں نے اپنے دماغ سے نہیں نکالی
ہے۔ جزیرہ جاوا میں مسلمانون نے ایک موقعہ پر ہندوؤں جینیوں اور یورپین سب کو مار ڈالا
اور لوٹ لیا یہ وحشت اسلام کے اندر شروع ہی سی ہے۔ یعنی جب مسلمانوں کا دوسری قوموں سے تعلق ہو۔
آپسمین مسلمان بہت مہذب برتاو کرتے ہیں اور اسلامی ملکوں میں اجنبی مسافروں
اور مہمانوں سے اچھا سلوک ہوتا ہی۔ یہ اسلام کی اعلیٰ تلقین کے مطابق ہی۔ مگر ایک ریاست میں
اسلام دوسرے مذہبوں کے ساتھ ملکر کبھی نہیں رہے گا۔

ایسا ہی حال یورپ کے رومن کیتھولک مذہب کا ہی۔ اس مذہب میں بھی ایسی ہی لو ہے
کہ دوسرے مذہبوں کے ساتھ مشترکہ زندگی اسکے لئے ناممکن ہی۔ پس اسلام کی تاریخ اور
مزاج کو جانکر ہمیں اتحاد کی کوشش کر دینی چاہیئے اور شدھ بھارت (پاک ہندوستان) کا نعرہ
بلند کرنا چاہیئے۔ اب تو ذاتی طور پر شدھی کرنی چاہیئے۔ سوراجیہ ملنے پر ریاست کی
مدد سے شدھی کی تحریک کو ترقی دینی ہو گی۔ میرا مطلب یہ نہیں ہی کہ جبراً مسلمانونکو

ہندو بنانا ہوگا۔ بلکہ میری مراد یہ ہو کہ ریاست کے روپے سے شدھی پرچار (تبلیغ ارتداد)
کو وسیع کرنا ہوگا۔ اور ہندو ریاست کے رسوخ کی وجہ سے ہر مسلمان کا ہندو بنجانے سے
فائدہ ہوگا۔ قابل لوگ جانتے ہیں کہ جب کوئی ریاست ایک بڑے فرقے یا قوم کے ہاتھ میں
ہوتی ہو تو زبردستی کرنے کے علاوہ ہزاروں دوسرے نرم طریقے ایسے ہیں، جیسے ایک چھوٹا
فرقہ جلد ریاست کے بڑے فرقے کے ساتھ خودبخود آملتا ہے۔ مگر پہلی شرط یہ ہو کہ حکومت اپنی
ہو۔ پس پہلے ہندو سوراجیہ لو، پھر سب مسلمانوں کی شدھی آسانی سے ہوجائیگی۔
ہندو بھائیو! یا تو خود تم سب مسلمان بن جاؤ۔ یا پہلے سوراجیہ لیکر پھر مسلمانوں کی
شدھی کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کچھ بھی نہیں کر سکتے تو سندھ، جہلم، چناب، راوی، بیاس
اور ستلج کے پانی میں ڈوب مرو۔ یہی تیسرا راستہ ہے۔
راج نیتی شاستر (علم سیاست) کی شکشا (تعلیم) یہ ہے کہ ریاست میں یگانگت
کی ضرورت ہے۔ سوراجیہ کانگریس کو نہیں ملیگا۔ اور لبرل دل کو نہیں ملیگا۔ سوراجیہ ہندو سنگٹھن
کے ذریعہ سے پنجاب ہندو سوراجیہ سبھا کو ملیگا پھر سبھا مسلمانوں اور عیسائیو نکو حقوق دیگی
اور ساتھ ہی جلد انکی شدھی کا بندوبست کریگی۔ تاکہ ملک میں دو رنگی اور سہ رنگی
نہ رہے۔ بلکہ سب پنجابی بھائی ایک قومی رنگ میں رنگے جائیں اور سب لوگ ہندو اور
پنجابی ہوجائیں۔ خواہ انکا کچھ بھی پنتھ (فرقہ) رواج یا سمپردائی (طریقہ اور دستور ہو) یہ
رشیوں اور گروؤں کی سنتان (اولاد) کا آدرش ہونا چاہیئے۔ اس سے تم میں بل (زور)
آئیگا۔ اور اسی سے تمہارے سنکٹ (غم) دور ہونگے۔ ہردیال صاحب کا مضمون ختم ہوا۔

# حسن نظامی کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لالہ ہردیال جی دہلی کے رہنے والے ہیں۔ انکے ایک بھائی کشن دیال جی ابتک
دہلی میں وکالت کرتے ہیں۔ پندرہ بیس سال سے لالہ ہردیال ہندوستان سے چلے گئے
ہیں۔ پہلے عرصہ دراز تک ترکوں کے مہمان رہے۔ اب سوئیڈن کے ملک میں رہتے ہیں۔

یہ انگریزون کے بہت پرانے دشمن ہیں۔ اور جلاوطنی کی یہی وجہ ہے۔ مگر انگریزوں سے زیادہ انکو مسلمانوں سے عداوت ہے۔ جب وہ دہلی میں طالبعلی کرتے تھے تو انہوں نے ہندوستان کی آزادی کا ایک خاکہ تیار کیا تہا جسمین لکہا تہا کہ مسلمانون سے فرضی دوستی کرکے طاقت پیدا کرنی چاہیئے۔ اور مسلمانونکی مدد سے انگریزونکو ہندوستان سے نکالدینا چاہیئے۔ اسکے بعد جب ہندوستان میں ہمارا راج قائم ہوجائے تو مسلمانون سے کہنا چاہیئے کہ وہ حکومت کے دفترون مین دہوتی باندہکر اور تلک لگاکر آیا کریں۔ اگر انہونے اسکو قبول کرلیا تو انکی اسلامی قومیت رفتہ رفتہ فنا ہوجائیگی۔ اور وہ سب ہندو ہوجائیں گے۔ اور اگر انہونے اسکو قبول نہ کیا تو ہم سب ہندو حکومت کے زور سے مسلمانونکو اس طرح ہندوستان سے نکال دینگے۔ اور افغانستان کے پہاڑون مین دہکیل دینگے جسطرح اسپین کے عیسائیون نے وہاں کے مسلمانونکو اسپین سے دہکے دیکر مراکو میں نکالدیا تھا"

یہ خاکہ میں نے اپنی آنکہہ سے دیکہا تہا۔ محض سنی سنائی بات نہیں ہے۔ پس آج جب میں لالہ ہردیال کے اس نئے مضمون کو دیکہتا ہون تو مجھے کچھ تعجب نہیں ہوتا۔ یہ انکے دماغ کی پرانی بیماری ہے۔ جو سالہا سال مسلمانونکا نمک کہانے کے بعد بہی دور نہیں ہوئی۔

اس مختصر تعارف کے بعد اب میں ہردیال جی کے اس نئے مضمون کے متعلق مسلمانوں کی آگاہی کیلیئے کچھ لکہنا چاہتا ہوں۔ ناظرین غور سے دیکہیں اور اچھی طرح سوچیں کہ آیا یہ مضمون محض مجذوب کی بڑ یا دماغی خلل کی وجہ سے لکہا گیا ہے۔ یا اسکے اندر کچھ واقعیت یا عملی زور بہی ہے۔ پڑہنے والے میرے اور ہردیال جی کے الفاظ کا وزن کرنے کے بعد خود نتیجہ تک پہنچ جائینگے۔

**پنجاب اور ہندو راج**

اس مضمون میں بار بار پنجاب اور ہندو راج کے الفاظ کو دہرایا گیا ہے۔ پڑہنے والوں کو تعجب ہوگا کہ کیا صرف پنجاب ہی ہندو راج کیلیئے ضروری ہے۔ پنجاب سے اور بڑے بڑے صوبے ہندوستان میں موجود ہیں۔ جہاں بہت زیادہ ہندو رہتے ہیں انکو ہندو راج کیلیئے کیوں نہیں منتخب کیا گیا۔ اور پنجاب مین باوجود ۵۵ فیصدی مسلمانون کی آبادی ہونے کے ہندو راج قائم کرنے کا اصرار کیوں ہے؟

اصل جواب تو لالہ ہردیال کے دل میں ہوگا۔ مگر مسلمان اتنا سمجھ سکتے ہین کہ چونکہ پنجاب جنگجو قوموں کا ملک ہے اور تمام ہندوستان کیلئے سپاہی فراہم کرنیکا ذخیرہ ہے۔ اسواسطے ہندؤن کی نظر بار بار پنجاب ہی کیطرف جاتی ہے۔

یہ بالکل ٹھیک ہے کہ پنجاب کے ہندؤن میں مسلمانون کے خلاف ہندوستان کے دوسرے صوبون کی بہ نسبت بہت زیادہ جوش بھڑکا ہوا ہے اور وہ مختلف تدبیروں سے مذہبی سیاسی اور اقتصادی ذرائع کے ساتھ مسلمانوں کو مغلوب پراگندہ اور بے دست و پا کرنیکی کوششوں میں مصروف ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ پنجاب کے مسلمان ہندؤنکی سرگرمی کے مقابلہ مین سوائے تحریر اور تقریر کے چند جوشیلے الفاظ ضائع کر دینے کے ہر عملی حرکت سے بیخبر اور بے پروا ہیں۔ پھر بھی لالہ ہردیال اور انکے رفیقون کو اتنی بڑی بات کہ پنجاب میں ہندوراج قائم کیا جاتے قلم کی زبان سے نکالنے سے پہلے سوچنا چاہیئے تھا کہ چون فیصدی مسلمانونکو پنجاب سے نکالنا اور ہندوراج قائم کرنا ممکن بھی ہے یا نہیں۔ اور بالفرض اگر پنجاب کے چون فیصدی مسلمانوں کو نکال بھی دیا جائے تو باغل پوش دغا دغا پکارنے والے سرحدی مسلمانونکا بندوبست کیونکر کیا جائیگا۔ جبکہ انتظام انگریزون جیسی باقاعدہ روپے والی ہتیار بند قوم سے بھی بمشکل ہو سکتا ہے۔ اگر پنجاب میں ہندوراج قائم ہوگیا۔ اور مسلمان جبراً ہندو بنالیے گئے تو سرحد کے وحشی مسلمانونکی روک تھام کیونکر ہو سکے گی اور لالہ صاحبان ان ہتیار جھاڑ جھلے لباس والونکا مقابلہ کیونکر کرسکیں گے جب وہ علی علی اور دین دین کے نعرے لگاتے ہوئے۔ چہروں سے گردنین کاٹتے۔ پیٹ چاک کرتے۔ منہ پر تھوکتے۔ موچھیں پکڑ پکڑ کر ہلاتے اور ٹھوکریں مارتے ہوئے پہاڑوں کے غاروں سے ٹڈی دل کیطرح ایل کر پنجاب پر چھا جائینگے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ ہندوراج اسیوقت ہو سکیگا جب انگریزونکو پنجاب سے نکالدیا جائیگا اور جب انگریز پنجاب مین نہ ہونگے تو لالہ صاحبان کو سرحدی مسلمانون کا خود ہی مقابلہ کرنا پڑیگا معلوم نہیں کہ وہ ترازو کی ڈنڈی سے مقابلہ کرینگے یا سیر دوسیریاں پنسیریان لیکر لڑینگے۔ یا چھتوں پر چڑھکر اینٹ پتھر برسائینگے۔ یا شاستر ارتھ کے ویاکھانون سے ان طیحہ اشد مسلمانوں کو نصیحت کرینگے۔ اسکا کیا طریقہ کار تجویز کیا گیا ہے۔ یہ معلوم ہونا ضروری ہے۔

ممکن ہے لالہ بھائیون نے یہ سوچا ہو کہ سکھون اور ہندو جاٹوں کے ذریعہ سے پنجاب میں ہندوراج قائم کیا جائیگا۔ اور سرحد کی حفاظت بھی انہیں کے ذریعہ سے کیجائیگی اور پنجاب کے مسلمانونکو بھی انہیں کی طاقت سے جلاوطن کیا جائیگا۔ مگر لالہ بھائیون نے یہ نہ سوچا کہ سکھ بھی

تو مسلمانونکی طرح ہندو نہیں ہیں وہ بھی تو اپنی جُدا گانہ قومیت اور ہندو بُت پرستی کے مذہب سے ایک علیحدہ توحیدی مذہب رکھتے ہیں وہ ہندو راج کیلئے مُسلمانوں سے کیوں لڑینگے اور وہ ہندو راج کیلئے اپنی گردنیں کیوں کٹوائینگے۔ سکھوں نے تو مُسلمانوں کے نکالنے سے پہلے ہندوؤں کو اپنے گردواروں سے خارج کرنا شروع کر دیا ہے اور اسکے جواب میں ہندو بھی امرتسر میں ایک سنہری سری مندر بنا رہے ہیں۔ تاکہ سکھوں کے "دربار صاحب" کا ایک بڑا جواب "ہندو دربار صاحب" امرتسر ہی میں تیار ہو جائے

ہندوؤں کے مشہور پنجابی ہندو لیڈر لالہ لاجپت رائے جی سکھوں کے خلاف کھلی ہوئی دشمنی کرتے ہیں۔ اور پنجاب کے آریہ سماجی سکھوں کے گرو صاحبان کی تحریر و تقریر میں روزانہ توہین اور تحقیر کرتے رہتے ہیں ان حالات میں کیا امید ہو سکتی ہے کہ سکھ قوم ہندوؤں کا ساتھ دیگی اور ہندو راج پنجاب میں قائم کرکے اپنی قومی شجاعت کو اور اپنی علیحدہ ہستی کو ہندوؤں کی غلامی سے بدل ڈالیگی۔ میں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ پنجاب پر حکومت مسلمانوں اور سکھوں کی مشترکہ ہوگی۔ اور لالہ بھائیوں کو موجودہ حالت سے بھی زیادہ پابندی کے ساتھ سکھوں اور مسلمانوں کی غلامی کرنی پڑیگی۔

ہندو جاٹ یا اور چند جنگجو قومیں ہندو سنگھٹن سے اتنی مضبوط نہیں ہو سکتیں جو پنجاب کے مسلمان اور سکھ شیروں کے ایک طمانچہ کے سامنے بھی ٹھیر سکیں۔

بالفرض سکھ اور ہندو جاٹ اور پنجاب کے سب لالہ بھائی ایک دل ہو کر پنجاب میں ہندو راج قائم کر بھی لیں تب بھی سرحد اور افغانستان اور وسط ایشیا کی مُسلمان قومیں جب تکبیروں کے نعرے لگاتی اور بندوقوں کی باڑیں مارتی ہوئی پنجاب میں گھس آئینگی، تو سنگھٹنی بھائی سب ملکر بھی انکی روک تھام نہ کر سکیں گے۔

**پنجاب مسلمانوں کا ہے۔ پنجاب مسلمانوں کا تھا۔ اور آئندہ بھی پنجاب مُسلمانوں کا ہوگا۔** لالہ ہردیال سوئیڈن میں بیٹھے بیٹھے ہوٹل میں چھری کانٹے سے گوشت کاٹ کاٹ کر کھائیں اور زہریلے مضمون لکھ لکھ کر ہندوستان میں بھیجیں اس سے کیا ہوتا ہے وقت آئیگا۔ تو دیکھا جائیگا کہ مُسلمان شربت کا گھونٹ نہیں ہیں۔ جنکو پی لیا جائے۔ پان کا بیڑا نہیں جنکو چبا لیا جائے وہ بقول لالہ ہردیال کے تیمر ہیں جو خطرناک منصوبے کرنیوالے دماغوں پر جب پڑتے ہیں تو انہیں پاش پاش کر دیتے ہیں اور پیس کر رکھتے ہیں۔

اے روبہک چرا نہ نشستی بجائے خویش ✦ با شیر پنجہ کردی دیدی سزائے خویش

(ترجمہ) لومڑی اپنی جگہ کیوں نہ بیٹھی رہی شیر سے پنجہ کرنے کا مزہ دیکھا؟

لالہ ہردیال نے ہندوؤنکو نصیحت کی ہے کہ مسٹر کانگریس کو چھوڑ دو۔ اور ہندسبھاے بیاد رہا لو۔ یہ انکا اور ہندوؤنکا آپس کا معاملہ ہے۔ میں اسکی نسبت کچھ کہنا نہین چاہتا ہون۔ ہندو اگر کانگریس سے علیحدہ ہوجائیں۔ انکو اسکا اختیار ہے۔ ہندو اگر کانگریس مین شامل رہیں انکی مرضی ہی مسلمان کانگریس کے محتاج نہین ہیں۔ اور کانگریس مسلمانونکی بنائی ہوئی چیز نہیں ہی۔ وہ ہندوں ہی کے فائدے کیلئے کانگریس کے مددگار ہوتے تھے۔ اب اگر ہندو ہی کانگریس سے علیحدہ ہونا چاہیں گے تو مسلمانوں کا کچھ نقصان نہیں ہوگا۔

البتہ لالہ ہردیال نے اپنے مضمون کے دوسرے نمبر میں ہندوؤنکو مسلمانونکی خوشامد کے جو طعنے دئے ہیں وہ معمولی نظر سے دیکھنے کے قابل نہیں ہیں۔ اور معلوم ہوسکتا ہی کہ ہندو مسلمانونکی شرکت کانگریس کو کس اوچھے پن اور کس تنگ نظری سے دیکھتے ہیں۔ لالہ ہردیال نے یہ لکھا ہے کہ مسلمان علیحدہ قوم بن گئے ہیں۔ وہ ہندو تہواروں میں شامل نہیں ہوتے۔ وہ ہندی کو پسند نہیں کرتے۔ وہ ہندوں جیسے نام نہیں رکھتے۔ اور انکو ہمیشہ اپنے ہی فائدہ کا خیال رہتا ہے۔ میں اسکے جواب میں صرف یہ لکھدینا کافی سمجھتا ہون کہ مسلمانونکو ہندو تہواروں میں شریک ہونے، ہندی زبان پسند کرنے، اور ہندوانہ نام رکھنے کی ضرورت ہی کیا ہی۔ اگر اس چیز کی سوراج کیلئے زیادہ ضرورت ہی۔ تو ہندوؤنکو چاہیئے کہ پنجاب مین مسلمانونکے تہوار منائیں۔ اردو کو پسند کریں اور اسلامی نام رکھین کیونکہ وہ پنجاب مین مسلمانون سے کم ہیں اور چھوٹی قوم ہیں۔ اور اپنا بھلا کون نہیں چاہتا جو مسلمان نہ چاہیں۔

اسکے بعد لالہ صاحب لکھتے ہیں کہ ہندوؤنکو پنجاب مین کشمیر اور بڑودہ کیطرح ہندو ریاست قائم کرنی چاہیئے۔ بہاولپور اور حیدرآباد کی طرح اسلامی ریاست قائم نہ کرنی چاہیئے۔ میں پوچھتا ہون کہ لالہ صاحب پٹیالہ۔ نابھہ، جیند، فریدکوٹ۔ کپورتھلہ کی سکھہ اور غیر ہندو ریاستوں کو کیوں بھول گئے۔ ان سکھہ ریاستون کو ہندوراج قائم کرنے کے وقت باقی رکھا جائیگا۔ یا مٹا دیا جائیگا اگر خالص ہندوراج قائم کرنا ہے تو یقیناً سکھوں کی ریاستونکو جو ہندوراج کے قطعی خلاف ہین مٹانا ضروری ہوگا تو پوچھنا صرف یہ ہے کہ سکھون کی یہ مضبوط ریاستیں کس قوت سے ہندوسبھا پنجاب سے دور کریگی۔ اور اسکے بعد پنجاب کے عباسی حکمران نواب بہاولپور کی چمکتی تلوار کا ہندوسبھا کے کون کونسے سپوت، بیر، سورما، مقابلہ کرینگے ؟

لالہ جی نے کشمیر اور بڑودہ کو مثال مین لاکر اپنی دماغی خرابی کا بڑا دلچسپ ثبوت دیا ہی

کشمیر تو خیر پنجاب کے اندر ہے۔ بڑودہ کو پنجاب سے کیا تعلق ؟ وہ تو پنجاب سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہے۔ رہا کشمیر تو اسکی نسبت میں لالہ جی سے دریافت کرتا ہوں کہ پچانوے فیصدی مسلمانوں کا کیا علاج کیجئے گا۔ وہ تو آپکے قول کے بموجب کشمیری پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ اگر اگر اسلام نے اپنی مدد کیلئے پکار لیا۔ اور وہ اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر کھڑے ہوگئے تو کشمیر کے پانچ فیصدی ہندو کیونکر کشمیر کو محفوظ رکھہ سکیں گے۔ اور پنجاب کا ہندو راج اور ہندو سبھا کس طریقہ سے ان پانچ فیصدی ہندوؤنکی کشمیر میں مدد کر سکے گی۔

لالہ جی نے تیسری بات بہت زور شور سے یہ لکھی ہے کہ ہندو اپنی اور اپنے بچونکی جانیں قربان کر کے پنجاب اور ہندوستان کے عیسائیون اور مسلمانونکو جبراً ہندو بنالیں اور شدہی کیلئے ہندو راج قائم کرنیکی کوشش کریں۔ اور ہندو راج کی طاقت سے مسلمان اور عیسائیونکو ہندو بنائیں۔ یہ لالہ جی کا کوئی نیا مشورہ نہیں ہے۔ پنجاب اور ہندوستان کے آریہ اور ہندو پوری مستعدی کے ساتھ مسلمانونکو اور عیسائیونکو ہندو بنانیمیں معروف ہیں مگر ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس شدہی کا نتیجہ ظاہر ہونے سے پہلے پہلے مسلمان کروٹ لیں گے۔ اور ایک ایسا انقلاب آئیگا۔ جس کا حال کسی ہندو کے خواب میں بھی نہ آیا ہوگا۔

لالہ جی کہتے ہیں اسلام کبھی دوسری قوموں اور مذہبوں سے نہیں مل سکتا۔ جزیرہ جاوا میں مسلمانوں نے ہندو جینیوں اور یورپین سب کو مار ڈالا اور لوٹ لیا ہیں اسکا جواب دیتا ہوں کہ اس تاریخی اور سیاسی بیان کو پیش کرتے وقت لالہ جی کو ذرا ہندوؤں کے مذہب پر بھی غور کر لینا چاہیئے تھا۔ کہ وہ نہ صرف غیر ہندوؤں بلکہ اپنے ہندو ہم مذہبوں سے بھی اسقدر نفرت سکھاتا ہے کہ ایک برہمن ہندو ایک شودر ہندو سے بیس قدم دور چلنا چاہتا ہے۔ اور ہندوؤں نے اپنے مسلمان ہمسایوں کے ساتھ جو آٹھ سو برس سے ہندوستان میں رہتے ہیں جیسے جیسے سلوک کئے ہیں وہ تاریخ کے اوراق میں موجود ہیں اور جزیرۂ جاوا کے واقعہ سے بہت زیادہ خونی ہیں ہندوؤنکو جب موقع ملتا تھا جنگلی درندونکی طرح مسلمان مردوں عورتوں اور بچونکو چیر پھاڑ کر ذبح کر ڈالتے تھے اور یہ تو آجتک ہم دیکھہ رہے ہیں کہ گائے جیسے جانور کیلئے مسلمان جیسے انسانونکو دن دہاڑے قتل و غارت کیا جاتا ہے۔

یورپ کے عیسائیونکو ہندوستان سے نکالنا یا نکال سکنا لالہ جی کے اختیار میں ہے۔ مگر مجکو تو یہ بھی لوہے کے چنے معلوم ہوتے ہیں۔ سوئیڈن کے ہوٹل میں ایک جام پینے کے بعد لالہ جی لکھہ سب کچھ سکتے ہیں۔ لیکن عمل کے میدان مین جو پیش آیا کرتا ہے اسکا اندازہ وہ نہیں کر سکتے۔

**مسلمانوں کا راستہ** یہ تو مین نے اس مضمون کے خاص خاص امور کا بطور خلاصہ کے جواب لکھا
لیکن اب مین مسلمانونکو انکا راستہ بتانا ضروری سمجھتا ہون۔ میں لالہ ہردیال کیطرح سوئیڈن کے ہوٹل مین
نہین ہون۔ مین ہندوستان ہی کے ایک گاؤں میں بیٹھا ہون۔ اور میں دیکھہ رہا ہوں۔ اور ڈہائی برس
ہو گئے۔ کہ بہت توجہ کے ساتھ دیکھہ رہا ہوں کہ ہندوستان کے ہندو اور پنجاب کے آریہ مسلمانونکے خلاف
بڑے بڑے خیالی پلاؤ پکا رہے ہیں۔ اور ہر صوبہ کے ہندوؤں میں مسلمانونکے خلاف کچھہ علانیہ اور بہت
زیادہ در پردہ ایک بڑے انقلاب کی کوششیں ہو رہی ہیں لالہ ہردیال نے اس مضمون مین جو
مشورے ہندوؤنکو دئے ہیں۔ وہ بظاہر نئے معلوم ہونگے۔ مگر انپر تمام ہندو لیڈر دو برس سے مستعدی کیساتھ
عمل کر رہے ہیں۔ لالہ ہردیال پنجاب کا نام اپنے اس مضمون میں بار بار لیتے ہین اور پنجاب ہی میں
لالہ لاجپت رائے جی اور پنڈت مدن موہن مالویہ جی اور سب صوبوں کو چھوڑ کر ہندوؤنکو متحد کرنے
اور مسلمانوں کے خلاف ہندوؤنکو جوانمرد بنانیکی کوششوں میں مصروف ہین۔ یہانتک کہ مالوی جی
اپنے وطن الہ آباد کو چھوڑ کر دہلی میں آ گئے ہیں اور یہاں انہوں نے ہندوستان ٹائمز انگریزی کا روزانہ
اخبار خرید لیا ہی جسکو لالہ لاجپت رائے اور مالوی جی ملکر پنجابی ہندوؤنکو مسلمانونکے خلاف بھڑکانے
اور متحد کرنے کے کام مین استعمال کرینگے لالہ ہردیال کے اس مشورہ پر بھی ہندو لیڈر عمل کر رہے ہین۔
کہ مختلف صوبوں کے ہندو لیڈرونکے پاس ہندو سبھا اپنے لیڈرونکو بھیجے اور ایک عالمگیر سازش
کیجائے۔ مسلمان دیکھہ رہے ہیں کہ مالوی جی اور لالہ لاجپت رائے اس کام میں پہلے ہی سے مصروف
ہین اور تمام ہندوستانی صوبون مین دورے کرتے پھرتے ہیں۔

بہر حال لالہ ہردیال اور انکے ساتھیون کی طرح خیالی پلاؤ تو پکانا نہیں چاہتا۔ لیکن
مسلمانوں کو آنے والے خطرہ سے آگاہ اور ہوشیار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں میرے خیال میں مسلمانو
کیلئے علاوہ اپنی اندرونی اصلاح کے کہلا ہوا اور صاف بس یہ ایک ہی راستہ ہی اور وہ
راستہ وہی ہی جس سے لالہ ہردیال اور ہندو لیڈر ہندوؤنکو ڈرایا کرتے ہیں اور جو ہر ہندو کے دلمیں
ہر وقت کانٹے کیطرح کہٹکا کرتا ہے۔ اور وہ ہم ہندوستانی مسلمانونکا سرحدی اور
افغانی مسلمانونسے تعلق اور ارتباط ہی۔ ابتک اگرچہ ہم سرحدی اور افغانی مسلمانون سے
ارتباط اور اتحاد قائم کرنیسے غافل تھے۔ اور ہندو خواہ مخواہ ایک خیالی خوف مذکورہ مسلمانون کا
کیا کرتے تھے لیکن اب وقت آگیا ہی کہ ہم اپنا صحیح راستہ اختیار کریں۔ اور پنجاب کے مسلمان سرحد
اور افغانستان کے مسلمانوں سے اپنے تعلقات کو مختلف ذرائع اور وسائل کیساتھ اتنا بڑہائیں کہ

سرحدی اور افغانی مسلمان ہماری ہر ضرورت اور حالت سے آگاہ رہیں۔ اور ہم انکی ہر ضرورت اور حالت سے واقف رہیں ہم کو لالہ ہردیال کے مشورہ کے موافق سب سے زیادہ پنجابی مسلمانوں کو مضبوط، باخبر اور مستعد بنانا چاہیئے کہ اسی دروازے سے ہم ہندوستان میں آئے تھے اور اسی دروازہ پر ہم کو گھور گھور کر دیکھا جا رہا ہے اور اسی دروازہ میں ہم سب کچھ کر سکتے ہیں۔

پنجابی مسلمانوں کی تنظیم کے سلسلہ میں پچانوے فیصدی کشمیری مسلمانوں کو ہر وقت سامنے رکھنا چاہیئے۔ کشمیر کے اوپری پہاڑوں میں جسقدر سرحدی مسلمان قومیں آباد ہیں۔ انسے تعلقات قائم کرنا ہمارا سب سے پہلا فرض ہونا چاہیئے اسکے بعد ہم کو سندھ کے مسلمانوں کی تنظیم کرنی ہے کہ سندھ بھی ہمارے ہندوستان میں آنے کا سب سے پہلا دروازہ ہے۔ جہاں ہم بڑی کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ اگر سندھ میں ہماری حیثیت مضبوط ہوگئی جو خلاف عقل نہیں ہے تو ہم پنجاب و کشمیر کا بڑا سہارا بن سکتے ہیں۔ اسکے بعد ہمیں مشرقی بنگال کے مسلمانوں کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرنا اور اسلامی احساس سے ابھارنا چاہیئے۔ کہ وہ ہماری سرحدی چوکی ہے۔ پھر ہمکو صوبہ بہار و اڑیسہ اور برما اور یوپی کے مسلمانوں کی حفاظت کا بندوبست کرنا چاہیئے اور اسکے لئے ہماری ساری قوم پوری فکرمندی کے ساتھ کام کریگی۔ جب کہیں کچھ ہوسکیگا۔ کیونکہ ظاہری اسباب ان کم تعداد مسلمانوں کی حفاظت کے ہم کو بہت کم نظر آتے ہیں۔ اسکے بعد گجرات کاٹھیاواڑ مدراس اور جنوبی ہند کے کم تعداد مسلمانوں کی تقویت کیلئے ہمارا فرض ہوگا کہ سندھ اور حضور نظام کی سلطنت کو بصرہ اور کوفہ کیطرح دو چھاونیاں بنادیں جسطرح ہم نے اپنے ابتدائی زمانہ میں مصر اور شام اور ایران پر قبضہ رکھنے کیلئے بصرہ اور کوفہ کی دو چھاونیاں بنائی تھیں اسیطرح سندھ اور حضور نظام کی سلطنت مدراس صوبہ بمبئی اور جنوبی ہند کے اور سی پی کے مسلمانوں کا سہارا ہونا چاہئیں اور وہ جب ہی ہوگا کہ ہم تمام ہندوستان میں اپنے سب اخلاقی ذرائع اور وسائل سلطنت آصفیہ اور سندھ کو مستحکم کرنے کے لئے استعمال میں لائیں۔

آخر میں لالہ ہردیال جی کو بیدار کرنے اور پنجابی خواب کی دید سے بچانے کیلئے میں ایک تاریخی واقعہ انکو سنانا چاہتا ہوں۔

جب مغلوں کی سلطنت دہلی میں دم توڑ رہی تھی اور مرہٹوں کی قوت تمام ہندستان میں سورج کیطرح درخشان تھی اور جبکہ انگریز بھی مرہٹوں سے ڈرتے تھے اور جبکہ پنجاب میں سکھوں کی سلطنت کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اسوقت مرہٹہ سلطنت کے مرکز سے دہلی کے بادشاہ کے نام

ایک پیغام آیا تہا کہ ہماری فوج سومناتہہ کی مورتی دہلی میں شاہجہان بادشاہ کی بنائی ہوئی جامع مسجد کے ممبر پر رکہنے آتی ہی۔ ہمیں دہلی کے بادشاہ سے کوئی دشمنی نہیں ہی۔ ہم دہلی کے بادشاہ کو تاج و تخت سی محروم کرنا نہیں چاہتے ہیں ہم صرف محمود غزنوی کے حملہ کا اور سومناتہہ کا مندر ڈہانے اور سومناتہہ کی مورت توڑنے کا بدلہ لینا چاہتے ہیں اور وہ یہی ہی کہ دہلی کی جامع مسجد کے ممبر پر سومناتہہ کی مورت نصب کریں ۔ اور مسجد کو سومناتہہ کا مندر بنا دیں۔ اس سے زیادہ اور کچہہ بھی ہم نہیں کرنا چاہتے۔

اسکے جواب میں دہلی کے کمزور بادشاہ نے صرف یہ لکہا کہ احمد شاہ ابدالی ہندوستان میں آرہا ہی پہلے اسکا بندوبست کرو۔ اسکے بعد دہلی کا ارادہ کرنا۔ یہ جواب دینے کے بعد فوراً تیز پیغام رسان کابل بہیجے گئے اور احمد شاہ ابدالی کو مرہٹوں کے ارادہ سے آگاہ کیا گیا۔ ابدالی ۱۲ ہزار سوار لیکر آندہی کیطرح اپنے ملک سی دہلی کیطرف چلا۔ اور بگولہ کیطرح سرحد کی مسلمان قوموں کو اپنے ساتہ سمیٹتا ہوا پانی پت تک لے آیا۔ ادہر سی مرہٹوں کی بھی تمام منتخب افواج تین لاکہہ کی تعداد میں ابدالی پر حملہ آور ہوئیں مرہٹوں کے جسقدر جنگجو سردار اسوقت مرہٹہ سلطنت میں موجود تھے وہ سب کے سب چلے آئے تھے۔ یعنے سب اس حملہ آور فوج کے ساتہ تھے۔ بہاؤ مرہٹہ اس فوج کا سپہ سالار تہا جب مقابلہ ہوا تو احمد شاہ ابدالی تہجد کیوقت مصلے پر بیٹھا قرآن شریف پڑہ رہا تہا اس نے اپنے دوستوں کیہا تی عبدالکریم خاں سے کہا جا اور جبتک میں مصلے سے اٹہوں بہاؤ کا سر کاٹکر لے آ۔ صبح کی نماز کے بعد جب سورج نکلا تو کسی نے آکر خبر دی کہ عبدالکریم میدان سے بہاگ گیا۔ ابدالی کے مصلے کے پاس تلوار رکھی ہوئی تھی۔ اس نے تلوار میان سے کہینچ لی۔ اور قبضہ ہاتہ مین لیکر تلوار ٹیک کر فوراً کہڑا ہوگیا۔ اور تلوار اٹہا کر کہا ابھی محمد کا دین بچانے کیلئے ابدالی کے ہاتہ میں یہ تلوار موجود ہی۔ عبدالکریم اگر بہاگ گیا بہاگ جانے دو۔ ابدالی ابھی موجود ہی۔ یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور میدان جنگ کیطرف چلا برابر کے خیمہ سے عبدالکریم کی ماں جو ابدالی کی دایہ تھی باہر نکل آئی۔ اور اس نے کہا۔ جہاں پناہ کو صحیح خبر نہیں دیگئی۔ عبدالکریم ہرگز نہ بہاگا ہوگا۔ میں نے اسکو کبھی بے وضو دودہ نہیں پلایا۔

الغرض جب ابدالی میدان جنگ میں پہونچا تو سامنے سے عبدالکریم زخموں میں چور خون میں نہایا گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا۔ اور بہاؤ کا کٹا ہوا سر ابدالی کے گھوڑے کے قدموں میں ڈالدیا۔ ۱۲ ہزار سوار لیکر گیا تہا۔ اور ۱۲۰۰ آدمیوں کے ساتہ واپس آیا سب کے سب مسلمان شہید ہوگئے اسکے بعد مسلمانوں نے ہندوؤں کا محاصرہ کرلیا اور اسقدر تلوار چلی کہ تین لاکہ ہندوؤں میں سے صرف دو چار سو ہندو جان لیکر بہاگ سکے۔ باقی سب کا وہیں خاتمہ ہوگیا۔ اور سرداروں میں سے تو ایک ہندو بھی باقی نہ بچا۔

اسکے بعد احمد شاہ سی کہا گیا کہ دہلی کا تخت حاضر ہی چلئے اور ہندوستان کی بادشاہی کیجئے۔ احمد شاہ نے جواب دیا یہ مروت کے خلاف ہی میں تو مسلمانوں کی مدد کرنے آیا تہا۔ مسلمانوں کا تاج و تخت لینے نہیں آیا تہا۔ یہ کہکر افغانستان کو واپس چلا گیا۔ اور ہندوؤں کی قوت سے خالی شدہ ہندوستان پر انگریز قابض ہوگئے

یہ واقعہ لکھنے سے میرا مقصود لالہ ہردیال کو مسلمانوں کی تاریخ پر متوجہ کرتا ہے کہ انہیں اب بھی
ابدالی جیسے لوگ موجود ہیں۔ اور وقت آنے پر مسلمانوں کی امداد کے لئے آ سکتے ہیں۔ اور لالہ جی
کے خیالی پلاؤ کی دیگ چولہے سے گرا سکتے ہیں۔ انہیں سوچ سمجھکر بات کرنی چاہیئے۔

## اسلامی تاریخ کی ضرورت

میرے خیال میں لالہ ہردیال کے اس مضمون کا جواب مسلمانوں کے مختلف افراد اپنی اپنی بساط اور کوشش کے موافق دینگے۔ یعنے مسلمانوں کی تنظیم اور استحکام کا کام زیادہ مستعدی سے شروع کر دینگے۔ میں نے اس مضمون کا جواب لینے کے لئے صرف یہ سوچا ہے کہ پنجاب کے مسلمانوں کو انکی تاریخ سے آگاہ کروں۔ یعنے شروع سے آجتک انکے بزرگوں نے جو کچھ پنجاب میں کیا ہے۔ اس سے پنجابی مسلمانوں کا بچہ بچہ آگاہ ہو جائے۔ جیسا کہ میں آجکل دکن کی تاریخ کے چھوٹے چھوٹے رسالے دکن کے مسلمانوں کو اپنے اجداد کے کارناموں سے باخبر کرنے کے لئے شائع کر رہا ہوں۔ اسی طور سے پنجاب کی تاریخ بھی تفصیل وضاحت کے ساتھ چھوٹے چھوٹے رسالوں کی صورت میں ہر پنجابی مسلمان کے گھر تک پہونچانی چاہتا ہوں۔ تاکہ پنجابی مسلمانوں کا بچہ بچہ پکار پکار کر یہ کہنے لگے۔

**پنجاب مسلمانوں کا تھا۔ پنجاب مسلمانوں کا ہے۔ پنجاب مسلمانوں کا ہوگا۔** پس جن بھائیوں کی نظر سے یہ تحریر گذرے انکا فرض ہے کہ پنجاب کے اسلامی اسکولوں اور زنانہ مردانہ مدرسوں کیلئے یہ تاریخی رسالے مجھ سے منگائیں۔ جو دو مہینہ کے اندر خدا نے چاہا تیار ہو جائینگے۔ اور جو تجارتی نفع کو چھوڑ کر محض لاگت کی لاگت نہایت معمولی قیمت پر تقسیم کئے جائینگے۔ تاکہ اس کام کیلئے سرمایہ جمع کرنے کی ضرورت نہ ہو اور ان تاریخی رسالوں کی فروخت خود اپنا خرچ نکالتی رہے۔ اور یہ تاریخی سلسلہ پوری طرح مکمل ہو جائے۔

اسکے ساتھ ہر مسلمان اسکو ضروری سمجھے کہ وہ اور اسکی اولاد پنجاب کی اسلامی تاریخ سے اچھی طرح باخبر ہو۔ کیونکہ آنے والی مصیبت کا انتظام اسکے بغیر نہ ہو سکے گا۔

یہ تحریر ختم کرنے سے پہلے مجھے چند لفظ اور کہنے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ لالہ ہردیال اور ان جیسے خیالی پلاؤ پکانیوالے ہندوؤں کی تحریروں سے ہمیں خوف زدہ نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ باوجود طرح طرح کی کمزوریوں کے ابتک ہم مسلمانوں کے اندر **دینی زندگی** موجود ہے۔ اور اگر ہم کوشش کریں تو پنجاب میں اتنے مضبوط ہو سکتے ہیں کہ خود ہردیال اپنی کہی بات چھوڑ کر کھڑے ہو جائینگے۔ اور کہیں گے کہ پنجاب مسلمانوں کا تھا۔ پنجاب مسلمانوں کا ہے۔ اور پنجاب مسلمانوں ہی کا ہوگا۔

**حسن نظامی حجرہ ایمان خانہ دہلی**

۲۳ مارچ ۱۹۲۶ء